

جناب اختر اہی - بی اسے

مولانا محمد کبر الہی

ایک نڈر مجاہد آزادی

ایک عظیم مناظر

سلطان عبدالعزیز عثمان ترکی کی خواہش اور صدر اعظم خیر الدین پاشا تونسہ کی تحریک پر مولانا محمد کبر الہی نے عیسائیت پر ایک محققانہ اور مدلل تالیف کی (پادری فائڈر سنہ اسلام کے خلاف میزان الحق) کے نام سے جو ذہرا گلاختا۔ اس کا تریاق ”اظہار الحق“ میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ کتاب عیسائیت پر انقار کی کاغذ رکھتی ہے۔ ۱۹۹۱ء میں اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا تو ٹائمز آف لندن (TIMES OF LONDON) نے لکھا۔ ”اگر لوگ یہ کتاب پڑھتے رہیں تو دنیا میں عیسائی مذہب کی ترقی رک جائے گی۔“

۱۹۱۳ء کی جنگ عظیم کے عہد میں انگریزوں نے برصغیر میں تجارت کی غرض سے ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی۔ مغلوں کی شہنشاہی قوت رو بہ زوال تھی اور حالات دن بدن بگڑتے جا رہے تھے۔ اورنگزیب عالمگیر کی جواں سہتی اور اولوالعزمی نے کچھ مدت سہارا دیا، لیکن اسکی وفات کے بعد وہ تمام برائیاں ظاہر ہو گئیں جن پر عالمگیر کی فتوحات اور دین پسندی کی وجہ سے پردہ پڑا ہوا تھا۔ انگریزوں نے پر پرزے نکالنے شروع کئے اور اٹھارہویں صدی کے نصف اول تک اس قابل ہو گئے کہ ویسی ریاستوں پر حملہ آور ہونے کے خواب دیکھنے لگے۔ چنانچہ ۱۷۵۷ء میں پٹنہ کی جنگ ہوئی اور میر جعفر کی غدارمی کی بنا پر کمپنی کامیاب ہوئی، اگرچہ میر جعفر بنگال کا صوبیدار مقرر ہوا لیکن وہ ”مردہ بدست زندہ“ تھا۔ صحیح حکمران ”کمپنی بہادر“ ہی تھی۔ سلطان ٹیپو نے غیر ملکی سامراج کو روکنے کے لئے جو عظیم منصوبہ بنایا تھا، میر صادق کی بے وفائی اور ملت دشمنی کی وجہ سے خاک میں مل گیا اور سرنگا بن گیا۔ ۱۷۹۹ء سے لڑتا ہوا یہ مجاہد ۱۸۰۱ء میں اسی سال شہید ہوا۔ اسی سال والی کابل خجیت سنگھ

کو پنجاب میں صوبیدار مقرر کیا گیا جس نے خود مختاری کا اعلان کر کے ۱۸۱۸ء میں عمان فتح کر لیا۔ جہاں مظفر خان عالی ہمتی سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ سکھوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو دیکھتے ہوئے سید احمد شہیدؒ نے تحریک مجاہدین کا آغاز کیا اور کچھ عرصہ اس حضرت کو آگے بڑھنے سے روک دیا لیکن تاہم ۱۸۳۱ء میں مجاہدین کی دردناک شکست کے بعد سکھوں کے قدم مزید مضبوط ہو گئے اور سکھوں کا اقتدار پشاور تک جا محیط ہوا۔ ۱۸۴۳ء میں کمپنی نے سندھ کا الحاق کر لیا اور ۱۸۵۷ء میں واجد علی شاہ کو گرفتار کر کے کاکتہ پہنچا دیا گیا اور اردوہ "کمپنی بہادر" نے ملحق کر لیا۔ بہادر شاہ ظفر کی سلطنت سمٹ کر لال قلعہ تک محدود ہو گئی تھی۔ ملک کی سیاسی لیڈر شپ انگریزوں کے ہاتھ میں تھی اور بچے کچھے والیان ریاست برائے نام حاکمیت کے مالک تھے۔

عیسائیت کا سیلاب | جہانی فاتح نے روحانی و مذہبی فاتح بننے کی کوشش کی، عیسائی پادریوں کا ایک طوفان اُبڑ آیا۔ دہلی میں پریس لگ گئے۔ رسائل، پمفلٹ اور تبلیغ عیسائیت سے متعلق دوسرا سچر نہایت تیزی سے چھپنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ملک کی مختلف زبانوں میں لٹریچر تیار ہو گیا۔ یہ بیچارہ انیسویں صدی کے وسط تک انتہا کو پہنچ گئی، عیسائی پادری پورا ہوں پر کھڑے ہو کر لکچر دیتے، پمفلٹ تقسیم کرتے اور عوام کو تشکیک و تذبذب کی دلدل میں پھنسا کر بپتسمہ دے لیتے۔ اس طوفان کا مقابلہ در سے کی چار دیواری یا مسجد کے محراب سے ممکن نہ تھا بلکہ ایسے مجاہدوں کی ضرورت تھی، جو ان ہی پادریوں کی طرح چلینچ و سیتے اور عیسائیت کا تقاب کر تے۔

پادری فائڈر | ۱۸۵۹ء میں یورپ سے ڈاکٹر کارل فائڈر (جو ایک جرمن مشنری تھا، اور جسے روسی سلطنت نے جوڑ جایا گئے شورش سے بدر کر دیا تھا) فائڈر عربی اور فارسی میں خاصی دستگاہ رکھتا تھا۔ اسلامی ناخوذوں کا براہ راست مطالعہ کر چکا تھا، اور اسلام پر اعتراضات کرتا پھرتا تھا۔ یہاں کے سادہ لوح علماء نے تورات اور انجیل کی طرف زیادہ توجہ نہ دی تھی اور چھان پھٹک نہ کی تھی۔ پادری فائڈر وندنا رہا تھا، اور مشہور ہو گیا کہ پادری فائڈر کے اعتراضات کا جواب دیا ہی نہیں جاسکتا۔

عیسائیوں کی اس بھرپور بیخوار اور پادری فائڈر کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنانے کے لئے دو دوست میدان میں اترے۔ ایک مولانا رحمت اللہ تھے اور دوسرے ڈاکٹر وزیر خاں۔ ان صفحات میں ہم مولانا رحمت اللہ کی زندگی ایک نظر میں دیکھتے ہیں۔

آباد اجداد | مولانا رحمت اللہ کے اجداد پانی پت کے رہنے والے تھے۔ لیکن ان کے

والد مولوی نجیب اللہ ترکب وطن کر کے کیرانہ ضلع مظفرنگر میں سکونت پذیر ہو گئے۔ یہیں مولانا جہادی الاولیٰ (۱۲۳۳ھ) (۱۸۱۸ء) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اور مزید تعلیم کے لئے دہلی کا رخ کیا جو اس دور میں علم و ادب کا مرکز تھا۔ وہاں لال قلعے کے نزدیک مولوی محمد حیات کی درسگاہ میں شامل رہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مولانا احمد علیؒ اور مفتی سعد اللہ لکھنوی سے بھی اکتساب فیض کیا ہے۔

مطالعہ عیسائیت | قیام دہلی کے دوران میں عیسائی پادریوں کی تبلیغی سرگرمیاں دیکھیں اور مسلمانوں کو اس طوفانِ صلاحت سے بچانے کے لئے کمر بستہ ہوئے، اس عرصے میں ڈاکٹر وزیر خان (آگرہ) سے رخصت و راہ ہوئی۔ دونوں دوست عیسائیت کے مطالعہ میں غرق رہے اور قلیل مدت میں محنت اور دماغِ سموزی سے اس تک استعداد بہم پہنچائی کہ گھنٹوں عیسائیت پر بے تکان گفتگو کرتے رہتے۔ اندازِ بیان اتنا اثر اور دلکش تھا کہ زبان سے نکلنے والی بات سیدھی دل میں گھر کر جاتی۔

پادری فائدر سے مناظرہ | فائدر شہر بہ شہر پھرتا پھرتا آگرہ میں وارد ہوا اور اپنے روایتی انداز میں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ ڈاکٹر وزیر خان نے مولانا رحمت اللہ کو کیرانہ سے بلا بھیجا اور مناظرہ کی دعوت قبول کر لی۔ رجب ۱۲۴۲ھ (مارچ ۱۸۵۶ء) کو آگرہ کے میں مناظرے کا انتظام ہو گیا۔ مناظرہ خاصاً معرکہ آمیز تھا۔ ابتدا دور و نزدیک سے امراء علماء اور عوام کھچ کر آ گئے۔ دونوں فریق کی طرف سے دو دو مناظر مقرر ہوئے۔ عیسائیوں کی طرف سے مناظر اول پادری فائدر اور مناظر دوم پادری واپسی فرنج تھا، جو لاہور کا پہلا بشارت مقرر ہوا۔ دوسرے مناظر اول مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور مناظر دوم ڈاکٹر وزیر خان مقرر ہوئے، ان کے تعادل کے لئے مولانا فیض احمد بدایونی موجود تھے۔

مفتی انتظام اللہ شہابی اس مناظرے کی روداد بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

”پہلا مسئلہ جس پر بحث ہوئی انجیل دتورات کی تحریف کا تھا۔ بحث و تحقیق کے بعد علانیہ سب کے سامنے پادری فائدر کو اعلان کرنا پڑا کہ ہماری کتابیں محرف ہو چکی ہیں، لیکن صرف مسئلہ تثلیث میں تحریف نہیں ہوئی۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ جس کتاب کو خود مشکوک مان رہا ہے۔ اس پر ایمان لاسنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں

الغرض شکستِ فاش کے ساتھ پادری فائدر کو مجلس سے اٹھنا پڑا اور وہ آگرہ سے چلتا بنا۔“

یہ تاریخ احمدیہ ج ۴ ص ۵۵۵ اور مرقاة المفاتیح ج ۱ ص ۱۰۱ میں ہے۔

غرض یہ کہ مولانا رحمت اللہ اور ان کے دستِ راست ڈاکٹر وزیر خان کی کوششوں سے مناظر کا ذوق اس قدر عام ہوا کہ عیسائی پادری پاؤں نہ جھاسکے اور ہر جگہ شکست پر شکست کھاتے رہے۔

جنگ آزادی | میرٹھ میں جنگ آزادی کے شعلے بلند ہوئے تو ان کی تپش مظفر نگر میں بھی محسوس کی گئی اور مختلف شہروں اور قصبوں میں حالات دگرگوں ہو گئے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانی میں مجاہدین کے سالار تھے۔ مجاہدین کیرانی میں گوجروں کی اکثریت تھی اور ان کی قیادت چوہدری عظیم الدین کر رہے تھے، لیکن تمام احکامات مولانا رحمت اللہ کی طرف سے صادر کئے جاتے تھے۔ جامع مسجد کی سیڑھیوں پر نقارہ بجایا جاتا۔ لوگ جوق در جوق تازہ احکامات سننے کے لئے دوڑے آتے۔ پھر اعلان ہوتا "ملک خدا کا حکم مولوی رحمت اللہ کا" اس کے بعد تازہ ترین صورت حال کے مطابق احکام جاری کئے جاتے۔ تقریباً چار ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر انگریزی فوج کیرانی آ پہنچی۔ محلہ دربار کے سامنے توپیں گاڑ دی گئیں اور قصبے بھر کی خانہ تلاشی شروع ہوئی۔ مولانا کو پہلے ہی اطلاع مل گئی تھی چنانچہ وہ اپنے رفیقوں کی معیت میں قریبی گاؤں پنچیت چلے گئے۔ کیرانی کی خانہ تلاشی کے بیکار جانے کی وجہ سے انگریزی فوج نے پنچیت کا رخ کیا۔

انگریزی فوج آیا ہی پاسی تھی کہ گاؤں کے نیردار نے مولانا کا عالمانہ لباس بدلوا کر گھسیا۔ اسے کالباس پہنا دیا۔ ہاتھ میں کھریا دے کر گھاس کھودنے کے لئے بٹھا دیا۔ مولانا گھاس کھودنے کے بہانے بیٹھے رہے اور ان کے بغل سے انگریزی فوج گھوڑے دوڑاتی ہوئی گزر گئی۔ پنچیت پہنچ کر تلاشی لی گئی۔ مگر گہر مراد نہ ملنا تھا نہ ملا۔ مولانا بچتے بچاتے دہلی آئے۔ مولوی ذکا اللہ لکھتے ہیں:

"مولوی رحمت اللہ اس ٹوہ میں آئے کہ دہلی میں جہاد کی کیا صورت ہے۔ وہ بڑے عالم فاضل تھے۔ عیسائی مذہب کے رد میں صاحب تصنیف تھے۔ وہ قلعے کے پاس مولوی محمد حیات کی مسجد میں اترے۔ اس دانشمند مولوی کے نزدیک دہلی میں جہاد کی کوئی صورت نہ تھی۔ بلکہ ایک ہنگامہ فساد برپا تھا۔ وہ یہ سمجھ کر اپنے وطن چلا گیا۔"

مولوی ذکا اللہ کے مندرجہ بالا بیان کے خط کشیدہ جملے محل نظر ہیں۔ مولانا کی شخصیت کو دیکھتے ہوئے یہ بیان صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا دہلی میں اس لئے نہ رہے کہ ان کے مفروضے کی اطلاع دور و نزدیک ہو چکی تھی۔ مولانا کی گرفتاری کے

نے انعام کا اعلان کر دیا گیا۔

مولانا نے اپنا نام بدل کر ”مصلح الدین“ اختیار کیا۔ خدا معلوم کن راستوں سے برتے اور تکالیف برداشت کرتے سورت پہنچے اور وہاں سے جہاز کے ذریعہ مکہ معظمہ چلے گئے۔

جائداد کی ضبطی | مولانا کی ہجرت کے بعد سرکار انگریزی نے جائداد ضبط کر لی۔ اس معاملے میں مخبری کرنے والا کوئی ”کمال الدین“ تھا۔ ۳۰ جنوری ۱۸۶۴ء کو ان کی قصباتی جائداد نیلام ہوئی اس جائداد میں چھ سرائیں شامل تھیں۔ لاکھوں کی جائداد ایک ہزار چار سو بیس میں نیلام کر دی گئی۔ پادری فائدر سے ایک اور مناظرہ | پادری فائدر ۱۸۶۶ء میں ہندوستان چھوڑ کر چلا گیا اور

قسطنطنیہ جا بھگدڑ مچائی۔ مولانا رحمت اللہ نے اگر سے کے مناظرے میں فائدر کو بھگایا تھا، جسکی شہرت دور و نزدیک پھیل چکی تھی۔ چنانچہ سلطان کے گم سے مناظرے کے لئے قسطنطنیہ پہنچے۔ فائدر کو دوبارہ ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ سلطان کی طرف سے مولانا کا تین سو روپیہ ہمار

مقرر ہوا۔

انظار الحق | سلطان عبدالعزیز خان ترکی کی خواہش اور صدر اعظم خیر الدین پاشا ٹونس کی تحریک پر مولانا رحمت اللہ نے عیسائیت پر ایک محققانہ اور مدلل تالیف کی (پادری فائدر نے اسلام کے خلاف ”میزان الحق“ کے نام سے جو زہر اگلا تھا۔ اس کا تریاق ”انظار الحق“ میں پیش کیا گیا تھا۔) یہ کتاب عیسائیت پر اٹھارویں کا درجہ رکھتی ہے۔ ۱۸۹۱ء میں اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا تو ٹائمز آف لندن (TIMES OF LONDON) نے لکھا:

”اگر یہ کتاب پڑھتے رہے تو دنیا میں عیسائی مذہب کی ترقی رک جائے گی۔“

مدرسہ صولتیہ | مولانا رحمت اللہ نے قسطنطنیہ سے مراجعت کی تو کلکتہ کی ایک خیر خاتون

صورت النساء بیگم کے قریب ہزار کے ٹھٹھے سے ۱۲۹۲ھ میں مکہ معظمہ میں مدرسہ صولتیہ کے نام سے

ایک درسگاہ قائم کی جو تاحال جاری ہے۔

مولانا آخری دنوں مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے۔ وہیں ۲۴ رمضان ۱۳۰۸ھ (۱۸۹۱ء)

کو خدا کا بلاوا آگیا۔ اور مدینہ کی خاک پاک میں سو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سہ الحجۃ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۶ء بمطالعہ ۱۸۵۰ء کے مجاہد

۲۰ قانوس المشاہیر ج ۲ ص ۲۵۹-۲۶۰

۳۰ علامہ حق کے مجاہدانہ کارنامے ص ۱۰۷